محترم جناب حکیم عبدالقوی صاحب

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تصنیف "اعجاز عیسوی" کی روشنی میں

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کا نام نہ صرف اس حیثیت سے زندہ و تابندہ ہے کہ انہوں نے قلب اسلام حجاز کے مرکزی اور مقدس ترین شہر مکہ معظمہ میں دینی تعلیم کا ایک معیاری مدرسہ "مدرسہ صولتیہ" کے نام سے قائم کرکے وہاں علوم دین کی تعلیم و تکمیل کا انتظام کرکے وہاں کی ایک کمی کو پورا کیا بلکہ اس کے ساتھ ہی ہندوستان کے زمانہ قیام میں اور اس کے بعد عالم مہاجرت میں مسیحی مبلغین (مشنریوں) سے جو مسلمانوں کی متاعِ ایمانی پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے مختلف شکلوں میں مصروف تھے، مقابلہ خوب ڈٹ کر کیا، زبانی میدانِ مناظرہ میں ان دشمنِ اسلام پادریوں کے سرخیل پادری فنڈر سے بارہا بازی جیتی اور اس کے دلائل کو رد کرکے اسلام کا علم سربلند کیا اور اس سے بھی بڑھ کر اس کی مجموعہ اباطیل تصانیف جو اسلام کے رد اور مسیحیت کی نصرت میں لکھی گئی تھیں کے رد میں متعدد مدلل کتابیں لکھیں اور خود عیسائی مستند مصنفین و محققین کی کتابوں کے حوالے سے مروجہ مسیحیت کو بے نقاب کیا۔ انگریزی زبان اور مغربی مضامین سے مکمل ناواقفیت کے باوجود دین متین کے اس قلمی مجاہد (جو اس سے قبل ہندوستان کی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جہاد بالسیف میں بھی سرگرم حصہ لے چکا تھا) نے اسلام کی تائید و حقانیت اور تثلیثی مسیحیت کی تردید میں دفتر کے دفتر تیار کر دیئے ان میں سے ہر کتاب پڑھنے کے قابل اور اتنی مدت گزر جانے کے بعد بھی اپنے مضامین کے اعتبار سے اپنی تازگی و تاثیر میں جوں کی توں اور اسلامی تبلیغ کے اہم کارنامہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہندوستان میں فرنگی (انگریزی) اقتدار میں مسلمانوں کو نہ صرف سیاسی لحاظ سے غلام بنایا جا رہا تھا بلکہ پادریوں کے ذریعہ ان کو دینِ اسلام سے برگشتہ کرنے کی منظم کوششیں حکومت کی سرپرستی میں جاری تھیں علمی انداز سے جن معدودے چند افراد نے ان کوششوں کا مقابلہ ظاہری بے سروسامانی اور فضا کی انتہائی ناموافقت کے باوجود ہمت سے کام لے کر کیا ان میں مولانا رحمت اللہ کا نام نامی سب سے بلند و ارفع نظر آتا ہے، ان کے اس وقت کے رفقاء میں ڈاکٹر وزیر خاں بھی ممتاز درجہ رکھتے تھے، کیونکہ وہ انگریزی

زبان سے بھی خوب واقف تھے اور اسی حیثیت سے وہ مولانا کے خصوصی رفیق ومعین کار تھے۔

ہندوستان کے متعدد مناظروں میں پادری فنڈر کو شکست فاش بلکہ شکست فاحش دینے کے بعد جب اس پادری نے ہندوستان سے فرار کے بعد دارالخلافت قسطنطنیہ (استانبول) پہنچ کر یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ وہ زمانۂ قیام ہندوستان میں اپنی تصانیف اور مسلمان علماء سے مناظرہ کرنے کے ذریعہ اسلام کو شکست دے کر عیسائیت کا فاتحانہ پرچم بلند کرچکا ہے تو اس وقت کے خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالعزیز خاں کو بڑا صدمہ ہوا اور انہوں نے مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی کی اس سلسلہ میں شہرت سن کر ان کو قسطنطنیہ بلایا۔ پادری فنڈر آپ کی آمد کی خبر سنتے ہی قسطنطنیہ سے رفوچکر ہوگیا اور اسے پچھلی شکستوں کے پیش نظر مولانا سے مناظرہ کی ہمت پھر زندگی بھر نہ ہوسکی، خلیفہ کے دربار میں مولانا کی بڑی پذیرائی ہوئی وہیں آپ نے ردمسیحیت میں اپنی معرکۃ الآراء کتاب "اظہار الحق" بہت قلیل مدت میں تصنیف کرکے خلیفہ کی خدمت میں پیش کی۔

ان کی اس سلسلہ کی دوسری تصانیف جن میں سے بعض کی اشاعت کا سلسلہ اب تک جاری ہے، ہیں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ازالۃ الشکوک (۲) اظہار الحق (۳) اعجاز عیسوی (۴) معیار التحقیق۔

بعض تصانیف دوسرے موضوعات پر ہیں اور وہ بھی اپنے رنگ میں خوب ہیں۔ لیکن مولانا کا نام ان کی ان تصانیف کے باعث زندہ ہے جو انہوں نے مسیحیت مروجہ کی تردید میں لکھیں۔ ان کتابوں میں اظہار الحق سب سے زیادہ مشہور ہے، اس کے تراجم، ترکی، انگریزی، فرانسیسی اور گجراتی زبانوں میں ہوکر ہزاروں کی ہدایت یابی کا ذریعہ بن چکے ہیں، اس کتاب کا اردو ترجمہ "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے طباعت وکتابت کی ظاہری خوبیوں سے مزین مع مولانا محمد تقی عثمانی کی شرح وتحقیق کے پاکستان سے شائع ہوکر بہت مقبول ہوچکا ہے۔

آگرہ میں مولانا مرحوم اور پادری فنڈر سے جو مناظرہ ہوا تھا اس کی روداد کتابی شکل میں اس خاکسار نے تقریباً بارہ سال کی عمر میں بڑے شوق سے اس زمانہ میں پڑھی تھی جب کہ ہر چھپی ہوئی چیز کو بہشتی جنتری سے لے کر سیرۃ النبی شبلی تک یکساں دل چسپی وانہماک سے خواہ کتاب کا مضمون پوری طرح سمجھ میں نہ آئے پڑھتا تھا۔ اس کتاب (جس کا نام افسوس ہے کہ اب یاد نہیں) کے مطالعہ سے اسلام پر مسیحیوں کے اعتراضات اور ان کے جو مسکت وشافی جوابات مولانا کیرانوی رحؒ نے دیئے تھے وہ باوجود اس کے کہ یہ موضوع بالکل نیا تھا اور کتاب کا انداز تحریر نسبتاً پرانی اور کسی حد تک مغلق اردو میں تھا میں نے بڑے شوق سے پڑھے اور یہ چیزیں پوری طرح ذہن میں راسخ ہوگئیں، اور اسی وقت سے یہ خوش ظنی اب تک قائم ہے

کہ اگر کہیں کسی مسیحی مناظر سے سابقہ پڑا تو میں اس سے پوری طرح مقابلہ کر سکوں گا، اس مناظرہ کی روداد میں ڈاکٹر وزیر خاں کا نام بھی بارہا نظر سے گزرا اور وہ نام آج تک یاد ہے۔

مولانا کیرانوی رحؒ کی گراں قدر تصانیف میں اعجاز عیسوی کو خاص درجہ حاصل ہے، اس میں مولانا نے موجودہ بائبل جس کی ترویج و اشاعت میں عیسائی مبلغین دنیا کے ہر گوشہ میں ساعی نظر آتے ہیں اور اسے قرآن مجید کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں پر تفصیلی نظر ڈال کر اس میں وقتاً فوقتاً ہونے والی تحریفات کو ظاہر کیا ہے اور اس کتاب کے جدید ترین اڈیشن کے پیش لفظ میں مولانا محمد تقی عثمانی کی یہ رائے بالکل صحیح نظر آتی ہے۔

"اس میں انہوں نے تحریف بائبل پر سب سے زیادہ شرح وبسط کے ساتھ بحث کی ہے اور اس لحاظ سے اس کتاب کی کوئی نظیر عربی فارسی یا اردو میں موجود نہیں ہے بلکہ انگریزی زبان کی بھی کسی کتاب میں اتنے استقصار کے ساتھ بائبل کے تضادات غلطیوں اور تحریفات کا بیان میری نظر سے نہیں گزرا۔"

یہ کتاب عرصۂ دراز سے نایاب اور تقریباً ناپید تھی، خدا کا شکر ہے کہ حضرت کیرانوی رحؒ کے نبیرہ مولانا محمد شمیم نے جو ان کے قائم کردہ اور عالمی شہرت والے مدرسہ صولتیہ کو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ چلانے کے ساتھ خدمت حجاج پر بھی اپنے بزرگوں کی طرح سرگرم عمل رہتے ہیں، اس کتاب کی از سرنو اور پہلے سے بہتر طباعت واشاعت کا انتظام پاکستان میں کرایا اور اس کا نیا اڈیشن جو (۷۷۶) صفحات پر مشتمل ہے، چوں کہ مصنف کی عبارت استدادِ زمانہ کے باعث ایک حد تک متروک اور موجودہ اردو داں نسل کیلئے جو عربی و فارسی سے نسبتاً کم واقف ہے بہت مشکل ہو کر رہ گئی تھی اس کو آج کی مروجہ سلیس و عام فہم اردو میں منتقل کر دیا گیا ہے تاکہ اس کا نفع عام ہو سکے، اس اہم کام کو مولانا محمد تقی عثمانی نے بڑی محنت وخوش اسلوبی سے انجام دیا ہے اور ساتھ ہی مولانا کی اول الذکر اور مشہور ترین کتاب اظہار الحق کے نئے اڈیشن پر مولانا عثمانی نے جو حواشی لکھے تھے ان میں سے وہ حواشی جو اس کتاب کے مضامین سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی درج کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اہم کام یہ بھی کیا گیا ہے کہ مولانا نے بائبل کے جن نسخوں سے جو ان کے وقت میں رائج تھے جو عبارتیں نقل فرمائی تھیں وہ اب بہت فرسودہ اور قدیم ہو چکے تھے، اور اب ان کے جو جدید ترجمے شائع ہیں وہ قدیم اور مولانا کے پیش نظر نسخوں کے مقابلہ میں خاصے مختلف ہیں ان اختلافات کی بھی توضیح حواشی کے ذریعہ کر دی گئی ہے، تاکہ عہد حاضر کے مسیحی مناظرین کو اعتراض کا کوئی موقع نہ ہاتھ آسکے مصنف نے جو پیش لفظ (یہ اصلاح ظاہر ہے بہت بعد کی ہے) یا تمہید تحریر فرمائی تھی اس میں اس کتاب کی تالیف کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریف کا مطلب واضح کیا گیا ہے اور بائبل کے

ان تراجم کے حوالہ دیئے گئے ہیں جن سے مولانا نے عبارتیں نقل کرکے بائبل میں ہونے والی تحریفات کی نشان دہی فرمائی ہے ۔

بائبل عہد عتیق اور عہد جدید کے نام سے دو حصوں میں منقسم ہے، مولانا نے ان دونوں میں شامل جملہ کتب کے نام لکھ کر ان میں موجود تحریفات کی وضاحت کی ہے اور اس اختلاف کو بھی واضح کیا ہے کہ موجودہ تورات (عہد عتیق) کے زمانہ تصنیف سے متعلق اور یہود و نصاریٰ کے اس دعوے کو کہ کتاب پیدائش سے لیکر کتاب استثنا تک پانچوں کتابیں حضرت موسیٰ کی تصنیف ہیں (وحی الٰہی کے قرآنی تصور سے بالکل مختلف) بلکہ یہ دعویٰ ان پانچوں کتابوں کے ہر ہر باب اور ان کے ہر ہر فقرے کے بارہ میں بالکل غلط ہے، اس کو مولانا نے بڑی تفصیل سے ثابت کیا ہے ۔

اسی طرح عہد جدید پر مشتمل کتب میں ایک وہ جن کی صحت مسیحیوں کے متقدم جمہور نے تسلیم کی ہے مثلاً انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل یوحنا، انجیل لوقا، اور دوسری وہ کتابیں جن کی صحت کے بارے میں مسیحیوں میں اختلاف ہے پر مولانا نے تحقیقی نظر اختصار کے ساتھ ڈالی ہے اور ان کے مصنفین کے بارے میں جو اختلاف چلا آرہا ہے اس کو بتایا ہے اور ان کتب مذہبی کی تحقیق کے سلسلہ میں زمانہ قدیم میں عیسائی علماء کی جو مجلسیں مختلف مقامات پر ہوئیں اور ان میں متعدد کتب کو مشکوک و نامعتبر قرار دے کر خارج کردیا تھا اور بعض نئی کتب کو واجب التسلیم قرار دیا تھا ان کی تفصیل درج کرنے کے بعد بتایا ہے کہ اس وقت موجودہ مسیحیوں کے اخلاف نے جو فیصلے ان کتب مذہبی کے استناد کے بارے میں کیے تھے ان کو رومن کیتھولک مسیحی اب تک صحیح مانتے ہیں لیکن بعد میں مارٹن لوتھر کے قائم کردہ فرقہ پروٹسٹنٹ نے ان میں سے اکثر کو تسلیم کرنے سے بالکل انکار کردیا ہے ۔

کتاب کی تیسری فصل میں ان مقدس سمجھی جانے والی کتب میں وقتاً فوقتاً جو تحریفات ہوئی ہیں ان کے اسباب تفصیل سے بتائے گئے ہیں ۔ نمونہ کے طور پر تحریف کے ساتویں سبب کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

> "حواریوں کے زمانہ ہی سے ملحدوں اور بددیانت لوگوں کو کتب مقدسہ میں تحریف اور جعل سازی کا پورا پورا موقع میسر آگیا، انھوں نے یہ سوچ کر کہ اچھے لوگ تو مصائب میں مبتلا ہونے کے سبب ان کی تحریف وجعل سازی کی طرف توجہ نہیں دے سکتے لہٰذا ہماری جعل سازی کامیاب رہے گی کتب مقدسہ میں تحریف وجعل سازی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہوگا، سنہ ۹۰۰ء تک اس جعل سازی کا بازار خوب گرم رہا اور دسویں صدی میں تو جعل سازی کا کاروبار انتہائی عروج پر پہنچ گیا تھا" (ص ۷۵، ۷۶)

کتاب کی فصل ہیں صـ۸۴ سے صـ۹۶ تک اس دعوے پر دلائل قائم کیے گئے ہیں کہ موجودہ تورات حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں اوراس دعوے کے اثبات ہیں موجودہ عبارتوں ہی سے دلائل فراہم کیے گئے ہیں، مثلاً کتاب گنتی کے باب ۱۲ کی آیت ۳ اس طرح ہے ۔

"اور موسیٰ روئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا"

اسپائی نوزا کا قول ہے کہ یہ جملہ اس بات کا غماز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس کتاب کے مصنف نہیں ہو سکتے کیونکہ متکبر سے متکبر انسان بھی اپنی تعریف میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کیا کرتا چہ جائیکہ موسیٰ جیسا پیغمبر، لہٰذا یہ کہنا قرین قیاس ہے کہ اس کتاب کا مصنف موسیٰ علیہ السلام کا عقیدت مند کوئی دوسرا ہی شخص تھا۔

تورات ہیں تحریف اوراس ہیں مندرج اختلافات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد عہد جدید کی کتابوں پر بھی اسی محققانہ انداز میں مولانا نے روشنی ڈالی ہے اوران میں پائی جانے والی تحریفات کو دلائل کے ساتھ پیش فرمایا ہے اوراس سلسلہ میں عیسائی علمار کے اعترافات جواس سلسلہ میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں پیش کیے ہیں ۔

اس موضوع کی فصل چہارم میں انبیار اور حواریوں کے بارے میں عیسائیوں کے اقوال پیش کیے گئے ہیں جن کی روسے ان کی تمام تحریریں الہامی نہیں قرار پاسکتی ہیں، اور یہ بھی بتایا ہے کہ انجیل کی تحریر، انجیل نویسوں کے سہو اور کوتاہیوں سے خالی نہیں، اور اکثر مقامات میں ان کی روایتوں میں اتنا شدید اختلاف ہے کہ دورازکار تاویلات سے بھی بمشکل کچھ توافق پیدا ہوتا ہے مثلاً وہ اختلاف جو مسیح علیہ السلام کی ولادت کے زمانہ کے باب میں اناجیل لوقا اور متی اور ان کے ترجموں میں پایا جاتا ہے ۔

ایک فصل میں (صـ۴۵۲) بتایا گیا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک انبیاء گناہوں سے حتیٰ کہ سب سے بڑے گناہ شرک اور بت پرستی سے بھی معصوم نہ تھے، اور کرامت کا صدور اور روح القدس سے محض مستفیض ہونا نہ نبوت کی دلیل ہے اور نہ ایمان کی ۔ اس سلسلہ میں ان مقدس کتب کے حوالہ سے حضرت سلیمان پر بت پرستی، حضرت لوط پر اپنی بیٹیوں سے حالت مدہوشی میں زنا، حضرت نوح پر شراب نوشی اور حضرت داؤد پر زنا وظلم اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب پر جھوٹ کے الزامات صاف لفظوں میں عائد کیے گئے ہیں اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ انبیار تبلیغ دین میں بھی جھوٹ بولتے تھے ۔

کتاب میں مشہور پادری فنڈر جس کا ذکر اوپر آچکا کی کتاب میزان الحق کے ایک باب کی تیسری فصل جس میں مسلمانوں (جن کے لیے پادری مذکور نے قصداً محمدیوں کا لفظ استعمال کیا ہے) کے ان دعووں کا جو

وہ عیسائیوں کی تردید میں لاتے ہیں رد پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی مثلاً یہ دعویٰ کہ عیسائیوں کی کتب مقدسہ میں تحریف و تبدیل ہوئی باطل ہے۔ مولانا کیرانوی نے عام مناظرین کی طرح تلخ و تند لہجہ اختیار کیے بغیر متانت و سنجیدگی سے ان مسیحی پادریوں کے تمام دلائل کے شافی اور مسکت جوابات دیئے ہیں، مثلاً یہ دکھایا ہے کہ بائبل میں فلاں جگہ تاریخ میں تبدیلی پائی جاتی ہے اور فلاں جگہ مقامات کے نام میں فرق ملتا ہے، فلاں جگہ پوری آیت تبدیل شدہ نظر آتی ہے، اور فلاں جگہ گنتی میں فرق نظر آتا ہے۔

تحریف اناجیل کے جواب میں پادری صاحب نے تحریف قرآن کا جو انوکھا دعویٰ اپنی اس کتاب میں فرمایا ہے اور اس سلسلہ میں شیعہ فرقہ کے بعض مزعومات کو دلیل راہ بنایا ہے۔ مولانا نے اس کے الزامی اور تحقیقی دونوں طرح کے جوابات دے کر پادری صاحب کے سارے دعوؤں کی عمارت بالکل منہدم کر کے رکھ دی ہے، اس سلسلہ میں مولانا نے شیعہ علماء کے بھی وہ اقوال درج کیے ہیں جن سے قرآن کی حقانیت کا پورا ثبوت ملتا ہے۔

پادری صاحب نے قرآن کی کتابت میں سہو کاتب مختلف مقامات پر ثابت فرمانا چاہا ہے، مولانا نے اس کو ہر اعتبار سے عملاً ناممکن اور پادری صاحب کی خیال آرائی کو محض توہم نے ٹھہرایا ہے اور پادری صاحب کو چیلنج دیا ہے کہ وہ کسی ایک جگہ بھی قرآن میں عبارت کے ایسے اختلاف کی نشاندہی کریں جس سے یہ شبہ پیدا ہو جائے کہ کون سی عبارت اصلی ہے اور کون سی اپنی طرف سے وضع کی گئی ہے (جیسا کہ مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں کثرت سے نظر آتا ہے اور جسے خود مسیحی محققوں نے بھی تسلیم کیا ہے) تو ان کے اس قسم کے دعاوی سہو کاتب وغیرہ کو درست مانا جا سکتا ہے۔

خاتمہ کتاب میں عیسائی مذہب میں ہونے والے گوناگوں تغیرات جو ان کی کتب مقدسہ میں مسلسل تحریف کے نتیجہ میں ہوئے کو دکھایا گیا ہے کہ اصل مسیحی مذہب باقی نہیں ہے اور اس کی جگہ دین پولسی لے چکا ہے اور دین پولسی بھی (مسیحی فضلاء کے بیانوں کے مطابق) اکتی سو سال تک دجالوں اور بت پرستوں کے زیر اثر رہا اور مسیحیوں کی کتب مقدسہ اس مدت دراز تک انہیں دجالوں کے پاس رہیں، اس کے بعد مولانا نے آج کے عیسائیوں سے دردمندانہ خطاب کیا ہے کہ۔

"بھلا اب تم کس لیے ایسے دین اور ایسی کتب کے حامی بنے ہوئے ہو۔ کیوں نہیں تم نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر ابدی نجات حاصل کر لیتے ہو؟"

آخر میں مولانا کی بڑی مؤثر مناجات درج ہے، یہ غالباً من وعن مولانا ہی کی عبارت میں ہے اس کے چند تمہیدی جملے ملاحظہ ہوں۔

(بقیہ صـ۵۶ پر)